ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر فرزانہ کوکب

ایسوسی ایٹ پروفیسر، بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

ڈاکٹر عاصمہ رانی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی، بہاول پور

ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو

اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی، بہاول پور

"سیاہ آنکھ میں تصویر" ایک تجزیاتی مطالعہ

Dr.Farzana Koukab
Associate Professor, Urdu Department, BZU, Multan.
Dr.Aasma Rani
Assistant Professor,Urdu Department,GSCWU,Bahawalpur.
Dr.Aqsa Naseem Sindhu
Assistant Professor,Urdu Department,GSCWU,Bahawalpur.

An Analytical Study of "Siah Ankh main Tasveer"

Although Mustansar Hussain Tarar became famous as a travel writer, he also holds a prominent position in the field of fiction due to his unique style and art. Fiction which is based on real events, political issues, history of Pakistan and true stories and psychological emotions makes it a unique contemporary fiction writer. The "Siah Ankh Mein Tasveer" myths make it clear that Mustansar Hussain Tarar not only felt the pain of Pakistan and its people but was also a part of it. In order to expose the political situation in these fictions, they have adopted a symbolic style and adapt the language and expression according to the lifestyle and circumstances of the characters. It would not be wrong to say that Mustansar Hussain Tarar works hard, responsibly and with love.

Key Words: *Fiction unique style and art, political issues, history of Pakistan true stories, psychological emotions.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اُردو ادب کی جدید نثری اصناف میں افسانہ اہم صنفِ سخن ہے۔ جسے مختصر افسانہ یا کہانی بھی کہا جاتا ہے۔ افسانہ انسانی زندگی کے کسی ایک پہلو یا ماہیت پر مبنی ہوتا ہے۔ افسانہ مختصر نثری اور بیانیہ صنف ہے جس میں زندگی کے کسی ایک پہلو یا کسی ایک واقعہ کو موثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے جو قارئین کو مسرّت کے ساتھ بصیرت بھی عطا کرتی ہے۔ اُردو کے افسانہ نگاروں نے اپنی کہانیوں کی بدولت اُردو افسانہ کے میدان میں بہترین اور لائق تقریم خدمات سر انجام دیں جن میں سے کچھ ابھی تک اس صنف سے انصاف کرتے دیکھائی دیتے ہیں انہی افسانہ نگاروں میں ایک نام "مستنصر حسین تارڑ" کا ہے۔ جنہوں نے افسانے کو نئی جہت سے ملایا اور اسے ایک نئی راہ کی جانب لے گئے۔

مستنصر حسین تارڑ اگرچہ سفر نامہ نگار کے طور پر مشہور ہوئے لیکن ان کا پہلا افسانوی مجموعہ "سیاہ آنکھ میں تصویر" میں شامل افسانے جو حقیقی واقعات، سیاسی مسائل، پاکستان کی تاریخ اور سچی کہانیوں اور نفسیاتی جذبات پر مبنی ہے ان کو دورِ حاضر کا منفرد افسانہ نگار بناتا ہے ان افسانوں کی بدولت ہی مستنصر حسین تارڑ آج بحیثیت افسانہ نگار بھی اُردو ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ "سیاہ آنکھ میں تصویر" افسانوں سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ مستنصر حسین تارڑ نے پاکستان اور یہاں کے رہنے والوں کا درد نہ صرف محسوس کیا بلکہ وہ اس کا حصہ بھی تھے۔ ان افسانوں میں سیاسی حالات کو بے نقاب کرنے کے لیے انہوں نے علامتی انداز اپنایا ہے اور زبان و بیان کرداروں کے رہن سہن اور حالات کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ "سیاہ آنکھ میں تصویر" شامل فن افسانہ نگاری کو مستنصر حسین تارڑ نے نہایت محنت، ذمہ داری اور محبت سے برتا ہے۔

بقول محمد عباس

> ""سیاہ آنکھ میں تصویر" کے کئی افسانے جبر اور دبائو کے عکاس ہیں۔ ان میں درپردہ ایک لہر چلتی دکھائی دیتی ہے جس میں جبر کے اس عہد کی غاصبانہ قوت اپنی پوری ہولناکی کے ساتھ جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ ان افسانوں میں علامت کا استعمال دکھائی دیتا ہے جو اس زمانے کا عام رواج بھی تھا اور وقت کا خاص تقاضا بھی۔ تارڑ صاحب بھی اس تقاضے کو نباہتے ہیں اور علامتی انداز میں ضیائی دور کی تاریکی پینٹ کرتے چلے جاتے ہیں۔" (۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"سیاہ آنکھ میں تصویر" میں ۱۶ افسانے شامل ہیں ۔ جس میں شامل افسانے"بابا بگلوس"، "بادشاہ"، "آکٹوپس"،"گیس چیمبر"،"لوہے کا کتا" اور"ٹائم مشین"اس دورِ حکومت کی تلخ اور تاریک ترین تصویر کو سامنے لاتے ہیں۔" غلام دین" ،"کوٹ مراد"متوسط طبقے کے حوالے سے لکھے گئے افسانے ہیں۔"پریم"،"جولی(یارک شائر کی گائے)" ایسے افسانے ہیں جس میں لڑکیوں کی نفسیات، محبت اور جذبات کو سامنے لاتے ہیں۔"ذات کا قتل" ایسے فنکاروں کی کہانی ہے جو بُل فائٹنگ کے کھیل کو اپنے اپنے انداز سے دیکھتے ہیں یعنی ایک فنکار جدت پسند ہے تو دوسرا ماضی پرست ہے۔"سیاہ آنکھ میں تصویر"ہسپانیہ کی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں لکھے گئے افسانے ہیں۔"آؤ"،"درخت"،"ڈائری" معاشرے کے تلخ رویوں پر مبنی افسانے ہیں۔ان افسانوں میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ معاشرے میں انسان تو انسان کسی مردار تک کو نہیں بخشا جاتا ہے۔اس حوالے سے افسانہ "آؤ" سے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "کہاں سے آئیں گے کتے اور بلیاں اور کوے اور وہ جو مردے کھاتے ہیں۔عمارتوں میں سے نکلیں گے! سڑک میں سے پھوٹیں گے ؟آسمان سے ٹپکیں گے ؟کہاں سے آئیں گے ؟لوگ اس کے پاس جمع ہوتے رہے۔۔۔۔۔۔۔" آؤ" ہجوم زیادہ ہو گیا اور اس میں شہر کے سبھی طبقے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔"میں اب تم سے کہہ رہا ہوں" وہ میرے قریب آ گیا۔"تو تم بھی آؤ۔۔کھاؤ"میں نے اپنے قدموں میں پڑے چھیھڑے کو دیکھا۔پتہ نہیں کس کا خون تھا، کس کے بدن کا حصہ تھا، زبردستی نوچہ ہوا لگتا تھا اور خون چوسا ہوا لگتا تھا"نہیں" میں نے سر ہلایا۔"سب کھا رہے ہیں" وہ مسکرایا"تم بھی کھالو"۔" (۲)

"آدھی رات کا سورج" پہلا افسانہ ہے۔جس میں بوڑھے لوگوں کے ساتھ ہونے والے ظلم اور بوڑھاپے میں ان کی خدمت کرنے کے بجائے انہیں "اولڈ ہوم" بھیج دینا ان کی نفسیات اور جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔اس افسانے میں مستنصر حسین تارڑ نے مغربی رسم ورواج کو پیش کیا ہے کس طرح مغرب کے لوگ عمر کے آخری حصے میں اپنے والدین کو اکیلا "اولڈ ہوم" چھوڑ جاتے ہیں اور ان کی کوئی خیر خبر نہیں لیتے یہاں تک کہ کچھ کو معلوم ہی نہیں ہوتا ان کے والدین اس دنیا میں نہیں رہے جبکہ بزرگ اس عمر میں زیادہ محبت اور ہمدردی چاہتے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہیں۔اس افسانے کا مرکزی کردار "رینے کلارڈ" بھی اپنی آخری عمر کسی "اولڈ ہوم" کی تاریکی کمرے اور تنہائی کے بجائے لہلاتے کھیتوں کو دیکھ کر مرنا چاہتا ہے لیکن اس کے بچے اسے "اولڈ ہوم" منتقل کر دیتے ہیں۔ شروع کے کچھ دن اس کی بیٹی ملنے آتی اور تحفے تحائف بھی لاتی مگر بعد میں یہ سلسلہ بھی ایک کرسمس کارڈ تک محدود رہ گیا۔اس افسانے کے اختتام پر "اولڈ ہوم" میں موجود بوڑھے لوگ کس طرح اپنی موت کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں نہایت دلگداز منظر کو پیش کرتا ہے۔ تارڑ لکھتے افسانے کے اختتام پر لکھتے ہیں:

> "زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہیں بجلی کے ہیٹر، ٹیلیویژن، نرم بستر، نیس کیفے لیکن مجھے معلوم ہے کہ ہم یہاں صرف مرنے کے لیے آتے ہیں۔ موت کے انتظار میں، اس ماحول میں میرا دم گھٹا جارہا ہے میں بھی بھاگ جانا چاہتا ہوں، مجھے اپنی موت، اپنے ذاتی تابوت کی تلاش میں جانا ہے۔ میرے اس عظیم تابوت میں بھی بزرگی کا معیار قیام کی طوالت پر منحصر ہے۔" (۳)

رینے کارڈ وہاں سے بھاگ جات ہے اور اپنی زندگی کے آخری دن "اولڈ ہوم" میں رہنے کے بجائے سیر و سیاحت میں گزار دیتا ہے اور اسی سیاحت و سفر کے دوران اس کی موت ہو جاتی ہے۔ افسوس جس طرح مشرقی لوگوں نے مغرب کے رسم و رواج اور رہن سہن کو اپنایا اسی طرح اپنے بزرگوں کو "اولڈ ہوم" میں داخل کروانے کو اچھا فیصلہ سمجھ کر آج بھی عمل کر رہے ہیں اسلام آباد، کراچی، لاہور جیسے شہروں میں یہ اولڈ پیپل ہوم قائم ہیں۔ جسے لوگ اپنے بزرگوں کے لیے بہتر زندگی سمجھتے ہیں دراصل محبت اور رشتوں کا استحصال ہے۔

اس افسانے میں شامل مستنصر حسین تارڑ کے دو افسانے "غلام دین" اور "کوٹ مراد" محنت کش طبقے کی داستان ہے جن کی معصومیت اور سادہ لوح تربیت سے شہری اور جاگیر دار طبقہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔ "غلام دین" افسانے میں غریب لوگوں کی روزمرہ زندگی کو پیش کیا گیا ہے کہ کس طرح ان کے لیے ہر دن یکسا ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہوتا ہے کوئی دن ان کے لیے عافیت کا ہوتا ورنہ تو کوئی نیا دن ان کی زندگی میں نہیں آتا ہے دراصل یہ زندگی نہیں زندگی انہیں بسر کرتی ہے۔ اس افسانے میں ایک تلخ حقیقت جو سامنے آتی ہے وہ ان کے حقوق کی پاسداری ہے اس محنت کش طبقے کو قانون نافذ کرنے والوں کی بدعنوانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس وجہ سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان پر ہر وقت ایک خوف طاری رہتا ہے وہ خود کا استحصال ہوتے تو دیکھ سکتے ہیں مگر خود کے لیے آواز نہیں اُٹھاتے ہیں اور نہ ہی کوئی ان کی آواز بنتا ہے۔ان سب ظلم کے باوجود یہ محنت کش طبقہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

"انسپکٹر کو بیس روپے دے کر اس کے تمام چالان کٹوا دیئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔وہ نو بجے کی بجائے آٹھ بجے والی بس پر سوار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔تم اُس کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کرو گے!اُس کا دن مکمل ہو گیا تھا۔وہ مطمئن ہو کر سو گیا۔" (۴)

"کوٹ مراد" افسانہ سادہ لوح دیہاتی اور تیز طرار منافق شہریوں کی کہانی ہے۔اس افسانے کا مرکزی کردار کھانوں ہے۔جو نہایت سادہ انسان ہے اور ٹھیکیدار اس کا فائدہ اُٹھاتے ہیں اور ان پر جبر و استحصال کرتے ہیں۔دراصل یہ سادہ لوح انسان اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ان ظالم لوگوں کے آگے مجبور ہوتے ہیں۔ان سے بھرپور محنت لینے کے بعد بھی اتنی رقم نہیں دی جاتی کہ سب گھر والے پیٹ بھر کر کھانا کھالیں اس سب کے باوجود یہ مزدور اور محنت کش طبقہ ہر صبح اپنے اپنے کاموں کی طرف ایسے بھاگتے ہیں جیسے آج ان کے مالک انہیں پیٹ بھر کھانے کے لیے اچھی رقم دیں گیں۔جب کھانوں شہر کام کے لیے آتا ہے تو یہ لوگ اسے زنجیر پہنا کر لوگوں کی تفریح کا ذریعہ بن جاتا ہے۔اسے اسلامی شعائر کی ادائیگی سے بھی محروم رکھا جاتا ہے کھانوں ان ظلم سے تنگ آکر اپنے گاؤں واپس آجاتا ہے۔اس افسانے میں لوگوں کی بے حسی اور معاشرے کی تلخ حقیقت کو دیکھایا گیا ہے کہ کس طرح اونچا طبقہ نچلے طبقے کا استحصال کرتے ہیں۔کسی معصوم اور سادہ انسان کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

"ایک زنجیر لائی گئی۔

"کھانوں یہ تمہارے پاؤں میں ڈال دیں؟"

"میں کوئی جانور تے نئیں"۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں۔تم انسان ہی ہو جانور تو نہیں لیکن۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔لیکن "افسر اعلیٰ نے زنجیر ڈالنے کے لیے کوئی مناسب قسم کا جواز نہ ملنے پر بااعتماد کلرک کو گھورا جو فوراً گویا ہو گیا۔"بھئی کھانوں دراصل یہ تھڑا خطرناک ہے۔تم اس سے نیچے گر سکتے ہو تمہیں چوٹ لگ سکتی ہے۔"۔" (۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مستنصر حسین تارڑ نے ملک کی سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی حالات کو بھی اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ پاکستان کا ایک تاریخی دور جو مارشل لاء کے نام سے جانا جاتا ہے انسانوں پر ہونے والے ظلم و زیادتی کی ایک تلخ اور تاریک ترین داستان ہے۔ جسے ہر ادیب اور شاعر نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے افسانوی مجموعے " سیاہ آنکھ میں تصویر "میں شامل افسانے "بابا بگلوس"، " آکٹوپس"، "گیس چیمبر"، "لوہے کا کتا"، "ٹائم مشین" اس وقت کے سیاسی و سماجی حالات کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کے پہلے افسانوی مجموعے میں شامل کرداروں کے بارے میں ڈاکٹر مرزا حامد بیگ رقمطراز ہیں:

> "مستنصر حسین تارڑ نے اپنے افسانوں میں فکری اور نظریاتی محاذ آرائی ان طاقتوں کے خلاف کی ہے جو ترقی پذیر ممالک میں اپنے استحصال کرنے والے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔" (۶)

افسانہ "بابا بگلوس" ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء کے گیارہ سالہ طویل ترین جسمانی، ذہنی اور روحانی اذیتوں کی داستان ہے۔ جو اس وقت انسانوں پر ہونے جبر اور ناقابل خوف کے باب کو بیان کرتا ہے۔ ایک حکمران کا دوسرے حکمران پر سبقت کی خاطر اپنی قوم کو تباہ و برباد کر دیتا ہے ایسا ہی کچھ مارشل لاء کے دور میں ہوا۔ قوم پر حکمرانی کے لیے قوم کو ہی تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اس افسانے میں "بابا بگلوس" ایسا کردار ہے جو اس وقت کے بدنصیب لوگوں میں شامل ہے جو کسی ناکردہ گناہ کی سزا کاٹتا ہے اور بغیر کسی ثبوت اور قانونی کاروائی کے اسے قید خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بابا بگلوس قید میں ہونے والے تشدد کے باعث اپنی شناخت تک کھو دیتا ہے۔

> "بابا بگلوس اس بندی خانے میں کیوں آیا؟ کب آیا؟ اور اب یہاں کیوں ہے؟ ان سوالوں کا جواب بڑی سرکار یا اہلکاروں کے پاس نہ تھا اور اس کی وجہ نہایت سادہ تھی کہ جس زمانے میں ان سب سوالوں کے جواب موجود تھے اس زمانے میں اس بندی خانے میں موجو بڑ سرکار اور اہلکار وہ لوگ تھے جو اب تک یا تو فوت ہو چکے تھے، یا ریٹائر ہو چکے تھے، یا پھر ملک کے دوسرے بندی خانوں میں اہم خدمات انجام دے رہے تھے جو بھی نئی سرکار یہاں آتی تو پہلے روز معائنے پر نکلتے ہی سب سے پہلا سوال جو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اہلکاروں سے پوچھا جاتا یہی ہوتا کہ یہ بابا یہاں کیوں آیا؟ جواب "معلوم نہیں سرکار" میں ہوتا۔" (۷)

"لوہے کا کُتا" افسانہ بھی "بابا بگلوس" افسانے کی ایک کڑی ہے۔ تارڑ نے یہ افسانہ تمثیلی انداز میں لکھا ہے۔ "لوہے کا کُتا" افسانہ حکومت کا عوام پر زبردستی قابض ہونے والے شخص کے جبر کی داستان ہے۔ اس افسانے میں ان فوجی حکمرانوں پر قلم اُٹھایا گیا ہے جو ملکی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اقتدار کی خواہش انہیں اکثر اپنے فرض سے غافل کر دیتی ہے اور اس ساری جنگ میں عوام تماشائی بن جاتی ہے۔ اس افسانے میں مستنصر حسین تارڑ نے خود غرض اور لالچی انسانوں کے چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔ اس افسانے سے یہ بات تو صاف واضح ہو جاتی ہے کہ تارڑ ان حکومتی طاقتوں کے خلاف جہاں جہاد کرتے ہیں وہی عوام کے خیر خواہ بھی ہیں تارڑ کے مطابق اگر عوام اپنے حق میں آواز بلند کر لے تو ان حکمرانوں کی حکومت ختم ہو جائے۔

"اگر ہم پنجابی میں سے اپنی گردنیں نکال لیں اس سے علیحدہ ہو جائیں تو جس نشت پر تم براجمان ہو وہ بھنبھیریاں کھاتی ہوئی چکرانے لگے گی اور یوں تم اپنے آپ کو سنبھال نہ پاؤ گے۔" (۸)

افسانہ "ٹائم مشین" بھی مارشل لاء کے دور کی تصویر کشی کرتا ہے۔ اس افسانے کا موضوع وہی واقعات ہیں جو افسانہ "قید" از عبداللہ حسین کے یہاں ملتا ہے۔ یعنی ایک بچے کو اپنا کھوکھلا وجود ثابت کرنے کے لیے گناہ کا سہرا لینا پڑتا ہے لیکن نتیجہ اُسے اپنے شہر سے سنگسار کر دیا جاتا ہے۔ اس افسانے میں اسی موضوع کو اپنایا گیا ہے لیکن ساتھ ہی سیاسی جبر اور تشدد کے مناظر بھی نظر آتے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق کا دور جہاں جبر اور تشدد کا دور تھا وہی مذہب کو متشددانہ رنگ میں پیش کیا جا رہا تھا۔ جس سے لوگوں میں مذہب سے دُوری پیدا ہو رہی تھی۔ تارڑ کا افسانہ "آکٹوپس" اسی حوالے سے لکھا گیا ہے یعنی جہاں آمریت پسندی انسانوں کو اپنے شکنجے میں لیے ہوئی تھی تو دوسری طرف کچھ لوگ اس کے خلاف آواز بھی بلند کر رہے تھے۔ ہر طرف گھما گھمی کے مناظر تھے۔

بقول ڈاکٹر رشید امجد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"مستنصر حسین تارڑ کے افسانوں کا ثقافتی اور سیاسی پس منظر بہت پھیلا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔وہ کہیں کہیں گہرے طنز سے بھی کام لیتے ہیں۔اُن کی کہانیاں مجموعی طور پر تیسری دنیا کے سماجی، سیاسی منظر نامے کی رُوداد سناتی ہے۔تیسری دنیا کے مجموعی جبر اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجے میں بے رحم معاشرہ وجود میں آیا ہے اور انسانی اقدار کی جو تذلیل ہوئی ہے اُس نے زندگی گزارنے کے مجموعی معیارات کو بدل کر رکھ دیا ہے۔مستنصر حسین تارڑ نے بڑے ہی موثر انداز سے اس صورتِ حال پر گہرا طنز کیا ہے۔" (۹)

مستنصر حسین تارڑ نے اپنے افسانوں میں عورتوں کی نفسیات، گھریلو اور معاشرتی مسائل، مذہبی اور سماجی رسم و رواج، محبت میں دھوکا اور استحصال کو بھی نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔تارڑ اپنے افسانے "پریم"، "جولی (یارک شائر کی گائے)" میں عورت کے مسائل اور دُکھ کو موضوع بنانے کے ساتھ اس کے حقوق اور عزت و احترام کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔

"جولی(یارک شائر کی گائے)" افسانہ میں ناجائز تعلقات سے جنم لینے والے بچوں کی صورتِ حال کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔اس طرح کے معاملات اور واقعات مغربی معاشرے میں عام ہیں۔اس افسانے کی مرکزی کردار "جولی" ناصر سے پیار کرتی ہے اور اس کی باتوں میں آجاتی ہے جو اسے بہلا پھسلا کر اپنے بیڈ روم تک لے جاتا ہے یہاں "جولی" کی بت پناہ محبت اور یقین کی تصویر کشی کی گئی ہے۔جب "جولی" ماں بن جاتی ہے تو ناصر اسے چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔اس کے بعد "جولی" ناصر کے دوست فرید کے پاس جاتی ہے جو اپنے ہم وطن اور دوست ناصر کی گئی زیادتی کی تلافی کرنے کے لیے "جولی" سے شادی کر لیتا ہے۔"جولی" فرید کے ساتھ اپنے بیٹے "ڈیوڈ" کو لینے ویلفیئر سنٹر جاتی ہے مگر اسے وہاں جا کر معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوڈ کو ایک شادی شدہ جوڑا وہاں سے لے گیا ہے۔

اس افسانے میں مغرب کی مثبت قدروں اور قوانین وصول کی پابندی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ تارڑ مغرب کے کچھ گھناؤنے پہلوؤں پر تنقید بھی کرتے ہیں۔مشرقی عورتیں ہی نہیں مغربی عورتیں بھی سچا پیار اور اندھا یقین کرتی ہیں۔عورت تو عورت ہی ہے جو آسانی سے کسی بھی مرد کی جھوٹی محبت میں آجاتی ہے اور اس کے لیے سب کچھ قربان کر دیتی ہے ایسی ہی نفسیاتی کیفیت "جولی" کی ہے جو اس اقتباس سے واضح ہو جاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"جولی نے اسے بتایا کہ ناصر نے اس کے ساتھ شادی کا وعدہ کیا۔ منگنی کی انگوٹھی بھی پہنا دی۔ اس انگوٹھی کی ڈھال کے پیچھے ناصر کا بستر تھا اور اس انگوٹھی پر اعتماد کرتے ہوئے جولی اُس بستر پر جا لیٹی۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ناصر شادی کے لیے اپنے دوستوں کو لنڈن سے بُلانے کے بہانے گیا اور چلا گیا۔" (۱۰)

افسانہ "پریم" ایک سکھ لڑکی کی داستان ہے۔ جو ایک پاکستانی مرد سے قلبی دوستی کی خواہش مند ہے۔ "پریم" آزاد نہ سوچ کی لڑکی ہے اپنی زندگی کا ہمسفر کا انتخاب خود کرنا چاہتی ہے۔ مگر سماجی رسم ورواج اور ذات پات کے مسائل اسے اس دائرے سے باہر نہیں نکلنے دیتے اور وہ بے بس ہو جاتی ہے آخر اپنے والدین کی مرضی سے شادی کرنا پڑتی ہے۔ مگر پریم نہ صرف محبت کرتی ہے اور محبت کرنا جانتی ہے بلکہ والدین کی عزت کی خاطر اپنی خوشیاں بھی قربان کر دیتی ہے۔

"مستنصر میں کیا کروں؟ میرے گھر والے میری شادی اُسی لڑکے سے طے کر رہے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ وہ اچھا لڑکا ہے اور اس کی آمدنی بھی معقول ہے۔" (۱۱)

تارڑ نے افسانہ "پریم" میں خود کو بطور کردار پیش کیا ہے۔ آخر میں اس افسانے میں یہ سوال بھی آیا کہ آخر کیوں لڑکیاں اپنی آنکھوں میں خواب سجائے اس دنیا سے چلی جاتی ہیں۔ پریم ایک کار ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوتی ہے شدید سردی کے باعث ہیٹر چلاتی ہے ہیٹر میں خرابی کی وجہ سے کمرے میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ جل کر مر جاتی ہے اور اس کے سنہرے خواب اس کی آنکھوں میں رہ جاتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر غفور شاہ قاسم

"افسانہ نگاری تارڑ کی تخلیقی زندگی کی ایک اہم جہت ہے۔ وہ بنیادی طور پر ایک کہانی کار ہیں۔ اُن کے نوکِ قلم پر ہر وقت کہانی صفحہ قرطاس پر منتقل ہونے کو بے قرار رہتی ہے۔ ان کی ہر کہانی سوچ کے نئے دریچے وا کرتی ہے اور قاری کو ایسا پیغام دیتی ہے جس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ تارڑ کی کہانی، کہانی پن کی صفت سے متصف ہے۔"(۱۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

حکمرانی ایسا نشہ ہے جو ہر کسی کی خواہش ہے۔ پھر چاہے وہ حکمرانی کسی ملک پر ہو، محلے میں یا گھر پر بس طاقت ملنے کی دیر ہے ایک شخص حکمران تو باقی انسان اس کے پاؤں تلے روندھے جاتے ہیں۔ "سیاہ آنکھ میں تصویر" اور "بادشاہ" افسانے اسی طرز پر لکھے گئے افسانے ہیں۔ جس میں ایک حکمران ہے تو تمام عوام اس کی غلام ہے۔

افسانہ "سیاہ آنکھ میں تصویر" ہسپانیہ کی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ اس افسانے کی کہانی کا ذکر تارڑ نے اپنے سفر نامے "اندلس میں اجنبی" میں بھی کیا ہے۔ اس افسانے میں انسانیت کو بری طرح پامال کیے جانے کی کہانی ہے۔ جب بھی کسی ملک میں جابر حکمران آیا اس نے عوام والناس پر بے حد ظلم کئے۔ صرف اس لیے کہ لوگوں کے دل میں اس کا ڈر ور دہشت بیٹھ جائے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار لارنز ہے جو خانہ بدوش اور بے حس انسان ہے مگر جنگ کے دوران اس کو بچوں پر ترس آجاتا ہے وہ بچوں کے لیے پانی لینے جاتا ہے تو اس وجہ سے اس کو پھانسی دے دی جاتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مظلوم طبقہ طاقت ور طبقے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمیشہ کمزور انسان کو ہی بربریت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ انسان کو اس کے حقوق تو کیا پانی کی ایک بوند سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔

> "تم لوگ کیا پیتے ہو؟ اُس نے مشکیزہ اُتار کر ایک طویل گھونٹ بھرا۔ "کچھ بھی نہیں"۔ اُن سب نے بے دلی سے جواب دیا۔ پچھلے کئی روز سے پانی بند ہے۔ فوجیوں نے حدود سے پانی کھینچنے والے پائپ کاٹ دیئے ہیں"۔۔۔۔ وہ اپنے باغوں میں سے پودے اُکھاڑ کر اُن کی جڑیں چوس رہے ہیں۔" (۱۳)

"بادشاہ" افسانہ ایک نفسیاتی انسان کی کہانی ہے جو اپنے آپ کو کنگ آف سکاٹ لینڈ کا وارث کہتا ہے۔ اس کے مطابق جب ہسپانیوی حکومت ختم ہو گی تو اس کو دوبارہ عزت کے ساتھ بادشاہ بنا دیا جائے گا اور اسی خیال میں وہ اپنی زندگی گزار دیتا ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کا ایک افسانہ "ذات کا قتل" موضوع کے لحاظ سے منفرد افسانہ ہے۔ یہ دو فنکاروں کی داستان ہے جس میں ایک فنکار جدت پسند ہے تو دوسرا روایت پرست ہے۔ دونوں فنکار بُل فائٹنگ کے کھیل کو اپنے انداز میں دیکھتے اور اس میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ اس افسانے میں تارڑ نے ایسے شخص کی نفسیات کو بیان کیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے جو حالات کے سامنے سر جھکانے کے بجائے کھیل میں پرانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے جدت لانا چاہتا ہے لیکن اپنی اس کاوش میں خود کو ناکام ہوتا دیکھ کر اپنی جان قربان کر دیتا ہے لیکن وہ جھکتا نہیں ہے۔

ڈاکٹر غفور شاہ قاسم "سیاہ آنکھ میں تصویر" افسانوی مجموعے کے بارے میں لکھتے ہیں

> " اُن کی ہر کہانی اُن کے تخلیقی تصور کا یادگار سنگِ میل ہے۔ وہ ہر رنگ کی کہانی اور کہانی کے ہر رنگ کو اپنی دسترس میں لے سکتے ہیں۔ انہوں نے ان کہانیوں میں آج کے سماجی منظر نامے کو بڑی عمدگی سے اپنی گرفت میں لیا ہے اُن کی کہانیوں میں موضوعات کے ساتھ ساتھ تکنیک کا تنوع بھی موجود ہے۔ " (۱۴)

بلاشبہ تارڑ کے افسانے موضوعاتی اعتبار سے معاشرتی مسائل اور انسانی رویوں کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ معاشی اور سماجی المیوں کی بہترین انداز میں تصویر کشی کی گئی ہے۔ انہوں نے ہر طبقے اور ہر مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ نچلا طبقہ ہو یا اپر کلاس ہر ایک کی نفسیاتی کیفیت اور الجھن کو منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ تارڑ معاشرے میں ہونے والے ظلم و زیادتی پر احتجاج کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ ان کے افسانے کہیں علامتی و تمثیلی انداز لیے ہوئے ہیں تو کہیں بے باکی سے سیاسی و معاشرتی صورت حال کو بے نقاب کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. https://lafznama.com/tarar-khaniyan/

۲. مستنصر حسین تارڑ، "سیاہ آنکھ میں تصویر"، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص ۲۰۷، ۲۰۸

۳. ایضاً، ص ۱۷

۴. ایضاً، ص ۹۶

۵. ایضاً، ص ۱۹۲، ۱۹۱

۶. مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، "اُردو افسانے کی روایت"، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۱۹۹۴ء، ص ۲۵۷

۷. مستنصر حسین تارڑ، "سیاہ آنکھ میں تصویر"، ص ۴۷

۸. ایضاً، ص ۱۶۵

۹. رشید امجد ڈاکٹر، بروشر عالمی فروغ اُردو ادب ایوارڈ، ۲۰۰۳ء

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۰. مستنصر حسین تارڑ، "سیاہ آنکھ میں تصویر"، ص۱۷۸

۱۱. ایضاً، ص۴۷، ۴۸

۱۲. غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، "مستنصر حسین تارڑ: شخصیت اور فن"، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۲۰۱۸ء ص۲۰۸

۱۳. مستنصر حسین تارڑ، "سیاہ آنکھ میں تصویر"، ص۲۲

۱۴. غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، ص۲۰۸